ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

انتیاز سے باہر چھپ کر آتا ہے

بدر

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱۸ | قادیان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۳۳ء مطابق ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۵۱ھ | نمبر ۲

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت میں بخار و متلی سے ناساز رہی۔ احباب دعاء صحت فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کامل عطا فرماوے۔ آمین ؛

(۲) ۱۰ اپریل دوپہر کو بارہ بجے کی ٹرین سے مکرمی خانصاحب منشی فرزند علی مبلغ انگلستان بخیریت تمام لنڈن سے واپس تشریف لائے۔ اسٹیشن پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے باوجود ضعف و علالت کے قدم رنجہ فرما کر محبت اور شوق سے معانقہ فرمایا۔ ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے خانصاحب کے گلے میں پھولوں کا ہار پہنایا۔ اسٹیشن پر نعرہ تکبیر لگائے گئے۔ تمام احباب استقبال کے لئے حاضر تھے۔ خانصاحب رستہ میں علیل ہو گئے۔ اور کمزوری سے دیر تک کھڑے نہیں رہ سکتے تھے۔ آپ کو کرسی پر بٹھا دیا اور وہاں آپ نے تمام حاضرین سے اور بعض احباب سے معانقہ کیا۔ ۱۱ اپریل کو خانصاحب کو حضرت صاحب کی طرف سے اس کامیابی و واپسی پر دعوت طعام دی گئی۔ جس میں بہت سے دیگر خدام بھی شریک کئے گئے۔ مفصل آئندہ۔

اچھوتوں کے متعلق اعلان،

قادیان کے بعض خاکروب اسلام قبول کر کے سلسلہ احمدیہ میں حال ہی میں داخل ہوئے ہیں۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور ایک درخواست پیش کی کہ باوجود اس کے کہ ہم مسلمان اور احمدی ہو چکے ہیں۔ اب تک ہم کو چوہڑے چمار وغیرہ نام سے پکارتے ہیں۔ جس سے ہماری اسلامی غیرت جوش میں آتی ہے۔ کہ جب ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ تو پھر یہ ہمکو پچھلے نام سے کیوں پکارا جاتا ہے۔ اس حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ وہ احباب جماعت کی آگاہی کے لئے شائع کیا جاتا ہے تاکہ مزید احتیاط سے کام لیا جاوے۔ نیز محکمہ قضاء کو بھی اس حکم سے اطلاع کر دی گئی ہے ؛ جو لوگ مسلمان ہوتے ہیں۔ اپنی گذشتہ قومیتوں کو چھوڑ کر ہوتے ہیں۔ انہیں تحقیر کے طور پر چوڑھا یا چمار یا اور ایسے الفاظ سے یاد کرنا جو ہتک کا موجب اور بہ نیت ہتک ہوں ناجائز اور اسلامی شریعت کے خلاف ہے۔ وہ سب ہمارے بھائی ہیں۔ اور سب ذلتوں کو اسلام سے باہر ہی چھوڑ آئے ہیں۔ آئندہ اگر کسی شخص نے ایسا کیا۔ تو جرم ثابت ہونے پر اسے ایک روپیہ جرمانہ کیا جاویگا۔"

(حضرت) مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی)
(ناظر امور عامہ)

سرمایہ داروں کی ضرورت

بعض قابل اعتماد معزز اصحاب تھوڑے پیمانہ پر اپنی بعض صنعتوں کو چلانا چاہتے ہیں۔ جن میں معقول فائدہ کی امید ہے۔ لیکن ان کے پاس روپیہ نہیں۔ اور شراکت کے واسطے ایسے سرمایہ دار کی ضرورت ہے جو دو چار ہزار روپیہ اس میں لگا سکے۔ مزید تشفی کے واسطے وہ اپنی جائداد بھی رہن رکھنے کے واسطے تیار ہیں۔ جو اصحاب اپنا روپیہ ایسے کاموں پر لگا سکتے ہوں۔ مجھ سے خط و کتابت کریں۔ (ناظر امور عامہ)

اعلان نکاح ۱۰ اپریل کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے قصر خلافت میں مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل اسسٹنٹ انفضل کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلس مشاورت پر مندرجہ ذیل کتابیں فاروق بک ایجنسی سے رعایتی قیمت پر ملیں گی ہو

حضرت مسیح موعود کا بے بہا خزانہ

تبلیغ رسالت جلد اوّل - دوم - سوم - چہارم - پنجم - ششم - ہفتم - ہشتم - نہم - دہم جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نایاب اشتہارات ۷۸ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک جو حضور نے اسلام کی صداقت اور اپنی صداقت اور قرآن مجید کی صداقت اور مذاہب باطلہ کے بطلان پر دنیا بھر میں ہر ایک مذہب و فرقہ و ملت کے لوگوں کے نام شائع کئے اور بالکل نایاب تھے - خدا کے فضل سے وہ ان دس جلدوں میں جمع کر دیئے ہیں - جن کی مجموعی قیمت گیارہ روپیہ آٹھ آنہ ہے - رعایتی صرف دس روپیہ - علاوہ محصول ڈاک ؛ رعایتی صرف ۲۰ سٹ +

ہدایات زریں :- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے تبلیغ اسلام و تبلیغ سلسلہ کرنے والے مبلغین کے واسطے یہ زریں ہدایات فرمائی ہیں - جن کا مطالعہ ہر ایک شخص کو جو تبلیغ اسلام و تبلیغ احمدیت کی دل میں تڑپ رکھتا ہے ایسا مبلغ بنا دیگا - جو کسی میدان میں ناکام اور ذلیل نہ ہو ہمیشہ خدا کے فضل سے بامراد رہے گا - اصل قیمت ۱ر رعایتی صرف ۵ر - جیبی سائز جو ہر وقت جیب میں رہے -

غیر احمدیوں اور بیغامیوں اور بابیوں کا ردّ

تنقید صحیح ۸ر - النبوت فی الاحادیث ۰۶ر - النبوۃ فی الالہام ۰۶ر - ازہاق باطل ۲ر - مباحثہ مونگھیر ہر دو حصہ ۸ر - التنقید ۳ر - بحر حقیقت ۴ر - اس سٹ کی اصلی قیمت پنج رعایتی ایک روپیہ صرف ۲۰ سٹ رعایتی قیمت پر فروخت ہوں گے ؛

ثناء اللہ کی تردید میں

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی ۸ر - ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار بہ مصادق کلمات بجواب ثنائی ہفوات ۴۰ر - فیصلہ الٰہی ثنائی روسیاہی ۵ر - ثنائی ہرزہ درائی ۵ر - مماثلت یہود احمدی نمبر اوّل ۲ر - مسیح موعود کی عمر ۰۶ر - اس سٹ کی اصلی قیمت دو روپیہ - رعایتی صرف ایک روپیہ - صرف بیس سٹ رعایتی قیمت پر فروخت ہوں گے -

آریوں کے ردّ میں

پیدائش عالم ۳ر - ایک مسلمان کا پیغام ۰۱ر - تبیہہ زباندراز ۰۱ر - ویدک توحید کا آئینہ ۲ر - دھرم پال کا چٹھا ار - رسالہ گوشت خوری ۲ر ؛ اس سٹ کی اصلی قیمت ۱۳ر رعایتی صرف ۸ر - صرف ۲۵ سٹ رعایتی قیمت پر فروخت ہوں گے ؛

نوٹ ۱ :- مندرجہ کتابوں میں سے جو کتاب علیحدہ لی جائیگی - وہ اصلی قیمت پر ملیگی -

نوٹ ۲ :- ۳۰ر اپریل ۱۹۳۳ء تک یہ کتابیں رعایتی قیمت پر بذریعہ وی پی ارسال ہونگی - محصول ڈاک بذمہ خریداران ہوگا ؛

مندرجہ ذیل کتابوں میں کوئی رعایت نہیں

چشمہ ہدایت :- رد آریہ میں لاجواب کتاب ہے - جس میں ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت اور تناسخ کی تردید اور قدامت روح و مادہ کا ردّ نئے اور فلسفیانہ دلائل اور سائنس سے دیئے گئے ہیں - قیمت صرف ۵ر - نہایت زبردست دلائل اور عام فہم ہیں ؛

عشرہ سوالات کے جوابات :- اس میں غیر احمدیوں کے دس دیسے سوالات کا جواب دیا گیا ہے - جو وہ ہمیشہ سلسلہ احمدیہ پر کرتے رہتے تھے - نہایت لاجواب اور نایاب کتاب ہے - صرف چند نسخے باقی ہیں - قیمت ایک روپیہ ؛

علماء خلف :- یہ وہ لاجواب کتاب ہے - جس کا جواب اب تک کسی غیر احمدی سے نہ ہو سکا - خصوصاً ثناء اللہ امرت سری جو اس کتاب کی تصنیف کا اصل باعث ہے - اس کے جواب سے آج تک عاجز ہے اور تا حیات عاجز رہے گا - قیمت صرف ایک روپیہ ؛

مرقع ثنائی :- امرت سری ثناء اللہ کے اس پرچہ اہل حدیث کی حرف بحرف سطر بہ سطر نقل مطابق اصل ہے - جس میں اس نے حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں آخری فیصلہ سے انکار کیا تھا - اور اس اخبار اہلحدیث کو وہ کسی کے سامنے پیش کرنے سے شرماتا ہے - اور آج تک شرماتا ہے - قیمت صرف ۴ر ؛

آئینہ حق نما :- مولوی ثناء اللہ کے رسالہ الہامات مرزا کا مکمل مدلل مفصل جواب ہے - بڑی ضخیم کتاب ہے - چند نسخے رہ گئے ہیں - قیمت صرف ایک روپیہ ؛

التشریح الصحیح :- حضرت مسیح موعود کے ۱۲۹ الہامات پر غیر احمدی ملاں نے ہمیشہ اعتراض کرتے تھے - ان سب کے اعتراضوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا گیا ہے - کہ کسی کو جواب الجواب کی جرأت نہیں ہوئی - چند نسخے باقی ہیں - قیمت صرف ۸ر ؛

مشین گن :- آریوں کے اس دعویٰ کی مفصل تردید میں یہ کتاب لکھی گئی ہے - جو وہ ویدوں کو الہامی اور خدا کا کلام ثابت کرنے میں پیش کیا کرتے ہیں - اس میں دس ۱۰ فائر مشین گن سے ایسے کئے گئے ہیں - جن سے ویدوں کا قلعہ مسمار ہو کر دھڑام سے زمین پر گر گیا ہے - جواب لکھنے والوں کو دو سو روپیہ انعام کا وعدہ ہے - قیمت صرف ۴ر ؛

بطالوی کا انجام :- مولوی محمد حسین بٹالوی کا آغاز و انجام اور اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی جو حرف بحرف پوری ہوئی - اور محمد حسین کی قلم سے اس کا ثبوت دیا گیا ہے - فی نسخہ ۴ر - ایک سو روپیہ کے پانچ نسخے ؛

تجلیات رحمانیہ :- مولوی ثناء اللہ امرت سری کے رسالہ جات کا جواب از قلم مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری قابل دید - قیمت ۶ر - ایک روپیہ کے تین نسخے ؛

چھوت کا بھوت :- زمانہ حال میں مسلمانوں کی ترقی کا راز اسی میں ہے - کہ وہ اس رسالہ کی تعلیم پر پورا عملدرآمد کریں - پھر دیکھیں کہ کتنی ترقی کرتے ہیں - یہ رسالہ چار دفعہ چھپ چکا ہے قیمت صرف ۲ر ایک روپیہ کے آٹھ نسخے ؛

نوٹ :- یہ سب کتابیں اور اس سے علاوہ سلسلہ کی تمام کتابیں فاروق کے دفتر سے بذریعہ وی پی مل سکتی ہیں ؛

مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان ۱۴ اپریل ۱۹۳۳ء

مخالفین و منکرین پر اتمام حجت

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

"دردِ دل سے ایک دعوت قوم کو"

"میں نے اپنا رسالہ اربعین اس لئے شائع کیا ہے۔ کہ مجھ کو کاذب اور مفتری کہنے والے سوچیں۔ کہ یہ ہر ایک پہلو سے فضل خدا کا جو مجھ پر ہے۔ ممکن نہیں۔ کہ بجز نہایت درجہ کے مقرب اللہ کے کسی معمولی ملہم پر بھی ہو سکے۔ چہ جائیکہ نعوذ باللہ ایک مفتری بدکردار کو یہ نشان اور مرتبہ حاصل ہو۔ اے میری قوم خدا تیرے پر رحم کرے خدا تیری آنکھیں کھولے۔ یقین کر کہ میں مفتری نہیں ہوں۔ خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں۔ کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی۔ جو صادق کو مل سکتی ہے۔ تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کو وحی پانے کے لئے تیئیس برس کی عمر ملی۔ یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے۔ اور ہزاروں لعنتیں خدا کی اور فرشتوں کی اور خدا کے پاک بندوں کی اس شخص پر ہیں۔ جو اس پاک پیمانہ میں کسی خبیث مفتری کو شریک سمجھتا ہے۔ اگر قرآن کریم میں آیت لو تقول بھی نازل نہ ہوتی۔ اور اگر خدا کی تمام نبیوں نے نہ فرمایا ہوتا۔ کہ صادقوں کا پیمانہ عمر وحی پانے کا کاذب کو نہیں ملتا۔ تب بھی ایک سچے مسلمان کی وہ صحبت جو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہیئے کبھی اس کو اجازت نہ دیتی کہ وہ یہ بے باکی اور بے ادبی کا کلمہ منہ پر لا سکتا۔ کہ یہ پیمانہ وحی نبوت یعنے تیئیس برس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ یہ کاذب کو بھی مل سکتا ہے۔ پھر جس حالت میں قرآن شریف نے صاف لفظوں میں فرما دیا۔ کہ اگر یہ نبی کاذب ہوتا اور یہ پیمانہ عمر وحی پانے کا اس کو عطا نہ ہوتا۔ اور توریت نے بھی یہی گواہی دی۔ اور انجیل نے بھی یہی تو پھر کیا اسلام اور کیسی مسلمانی ہے۔ کہ ان تمام گواہیوں کو صرف میرے بغض کے لئے ایک ردی چیز کی طرح پھینک دیا گیا۔ اور خدا کے پاک قول کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا۔ میں سمجھ نہیں سکتا۔ کہ یہ کیسی ایمانداری ہے۔ کہ ہر ایک ثبوت جو پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اور وہ اعتراضات بار بار پیش کرتے ہیں۔ جن کا صدہا مرتبہ جواب دیا گیا ہے۔ اور جو صرف میرے پر ہی نہیں ہیں۔ بلکہ اگر اعتراض ایسی باتوں کا ہی نام ہے۔ جو میری نسبت بطور نکتہ چینی ان کے منہ سے نکلتے ہیں۔ تو ان میں تمام نبی شریک ہیں۔ میری نسبت جو کچھ کہا جاتا ہے۔ پہلے سب کچھ کہا گیا ہے۔ ہائے یہ قوم نہیں سوچتی۔ کہ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں تھا۔ تو کیوں عین صدی کے سر پر اس کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور پھر کوئی بتلا نہ سکا۔ کہ تم جھوٹے ہو۔ اور سچا فلاں آدمی ہے ہائے یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ کہ اگر مہدی معہود موجود نہ تھا تو کس کے لئے آسمان نے خسوف کسوف کا معجزہ دکھلایا۔ افسوس یہ بھی نہیں دیکھتے۔ کہ یہ دعویٰ بے وقت نہیں۔ اسلام اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر فریاد کر رہا تھا۔ کہ میں مظلوم ہوں۔ اور اب وقت ہے۔ کہ آسمان سے میری نصرت ہو۔ تیرھویں صدی میں ہی دل بول اٹھے تھے۔ کہ چودھویں صدی میں ضرور خدا کی نصرت اور مدد آئیگی۔ بہت سے لوگ قبروں میں جا سوئے۔ جو رو رو کر اس صدی کی انتظار کرتے تھے۔ اور جب خدا کی طرف سے ایک شخص بھیجا گیا۔ تو محض اس خیال سے کہ اس نے موجودہ مولویوں کی ساری باتیں تسلیم نہیں کیں۔ اس کے دشمن ہو گئے۔ مگر ہر ایک خدا کا فرستادہ جو بھیجا جاتا ہے ضرور ایک ابتلا ساتھ لاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ جب آئے تو بدقسمت یہودیوں کو یہ ابتلا پیش آگیا۔ کہ ایلیاہ دوبارہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ اور ضرور تھا۔ کہ پہلے ایلیا آسمان سے نازل ہوتا۔ تب مسیح آتا۔ جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ اور جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تو اہل کتاب کو یہ ابتلا پیش آیا۔ کہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ اب کیا ضرور نہ تھا۔ کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت بھی کوئی ابتلا ہو۔ اور اگر مسیح موعود تمام باتیں اسلام کے تہتر فرقہ کی مان لیتا۔ تو پھر کن معنوں سے اس کا نام حکم رکھا جاتا۔ کیا وہ باتوں کو ماننے آیا تھا۔ یا منوانے آیا تھا۔ تو اس صورت میں اس کا آنا بھی بے سود تھا۔ سو اے قوم! تم ضد نہ کرو۔ ہزاروں باتیں ہوتی ہیں۔ جو قبل از وقت سمجھ نہیں آتیں۔ ایلیا کے دوبارہ آنے کی اصل حقیقت حضرت مسیح سے پہلے کوئی نبی سمجھا نہ سکا۔ تا یہود حضرت مسیح کے ماننے کے لئے طیار ہو جاتے۔ ایسا ہی اسرائیلی خاندان میں سے خاتم الانبیاء آنے کا خیال جو یہود کے دل میں مرکوز تھا اس خیال کو بھی کوئی نبی پہلے نبیوں میں سے صفائی کے ساتھ دور نہ کر سکا۔ اسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی مخفی چلا آیا۔ تا سنت اللہ کے موافق اس میں بھی ابتلا ہو۔ بہتر تھا کہ میرے مخالف اگر ان کو ماننے کی توفیق نہیں دی گئی تھی۔ تو بارے کچھ مدت زبان بند رکھ کر اور کف لسان اختیار کر کے میرے انجام کو دیکھتے۔ اب جس قدر عوام نے بھی گالیاں دیں۔ یہ سب گناہ مولویوں کی گردن پر ہے۔ افسوس یہ لوگ فراست سے بھی کام نہیں لیتے۔ میں ایک دائم المرض آدمی ہوں۔ اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے۔ کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا۔ وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں۔ جن کی تعبیر علم تعبیر الرویا کے رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے۔ کہ ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے۔ وہ بیماری ذیابیطس ہے۔ کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے۔ اور بسا اوقات تو نو نو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے۔ اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض وغیرہ ہوتے ہیں۔ وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھ کر اوپر جاتا ہوں - تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی - کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک میں زندہ رہوں گا - اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے - کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے - اور ایسے مرضوں کے انجام کی نظیریں بھی موجود ہیں - تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افترا اور جرأت کر سکتا ہے - اور وہ کس صحت کے بھروسے کہتا ہے - کہ میری اسّی برس کی عمر ہوگی - حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں - ایسی مرضوں والے بدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مر جاتے ہیں - یا کارسینکل یعنے سرطان سے ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے - تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پر خطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں - کیا کسی مفتری کا کام ہے - جب میں بدن کے اوپر کے حصّہ میں ایک بیماری - اور بدن کے نیچے کے حصّے میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں - تو میرا دل محسوس کرتا ہے - کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے

میں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں - کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے - اگر آپ لوگوں کی یہی طمینت ہے - تو خیر آپ کی مرضی - لیکن اگر آپ لوگ مجھے کاذب سمجھتے ہیں - تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے - کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں - اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں - پھر اگر میں کاذب ہوں گا - تو ضرور وہ دعائیں قبول ہو جائیں گی - اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں لیکن یاد رکھیں - کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں - کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں - اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں - اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل ہو جائیں - اور پلکیں جھڑ جائیں - اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے - اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے - یا مالیخولیا ہو جائے - تب بھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی - کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں - جو شخص میرے پر بددعا کرے گا - وہ بددعا اسی پر پڑیگی - جو شخص میری نسبت یہ کہتا ہے - کہ اس پر لعنت ہو - وہ لعنت اس کے دل پر پڑتی ہے - مگر اس کو خبر نہیں - اور جو شخص میرے ساتھ اپنی کشتی قرار دیکر یہ دعائیں کرتا ہے - کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے - وہ پہلے مرے - اس کا نتیجہ وہی ہے - جو مولوی غلام دستگیر قصوری نے دیکھ لیا - کیونکہ اس نے عام طور پر شائع کر دیا تھا کہ مرزا غلام احمد اگر جھوٹا ہے - اور ضرور جھوٹا ہے - تو وہ مجھ سے پہلے مریگا - اور اگر میں جھوٹا ہوں - تو میں پہلے مر جاؤں گا - اور یہی دعا بھی کی - تو پھر آپ ہی چند روز کے بعد مر گیا - اور اگر وہ کتاب چھپ کر شائع نہ ہو جاتی - تو اس واقعہ پر کون اعتبار کر سکتا - مگر اب تو وہ اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا - پس ہر ایک شخص جو ایسا مقابلہ کریگا - اور ایسے طور کی دعا کریگا - تو وہ ضرور غلام دستگیر کی طرح میری سچائی کا گواہ بن جائے گا - بھلا سوچنے کا مقام ہے کہ اگر لیکھرام کے مارے جانے کی نسبت بعض شریروں ظالم طبع نے میری جماعت کو اس کا قاتل قرار دیا ہے - حالانکہ وہ ایک بڑا نشان تھا - جو ظہور میں آیا - اور ایک میری پیشگوئی تھی - جو پوری ہوئی - تو یہ تو بتلاویں - کہ مولوی غلام دستگیر کو میری جماعت میں سے کس نے مارا - کیا یہ سچ نہیں - کہ وہ بغیر میری درخواست کے آپ ہی ایسی دعا کر کے دنیا سے کوچ کر گیا - کوئی زمین پر نہیں مر سکتا - جب تک آسمان پر نہ مارا جائے - میری روح میں وہی سچائی ہے - جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی - مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے - کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا - مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں - میں وہ پودہ نہیں ہوں - کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں - اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں - اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں - تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل میں بنا کر ان کے منہ پر مارے گا - دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں - آسمان پر ایک شور برپا ہے - اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچکر اس طرف لا رہے ہیں - اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے - بھلا اگر کچھ طاقت ہے - تو روکو - وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں - وہ سب کرو - اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو - ناخنوں تک زور لگاؤ - اتنی بددعائیں کرو - کہ موت تک پہنچ جاؤ - پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو - خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں - مگر بدقسمت انسان دور سے اعتراض کرتے ہیں - جن دلوں پر مہریں ہیں - ان کا ہم کیا علاج کریں - اے خدا تو اس اُمّت پر رحم کر - آمین ۔ (ضمیمہ اربعین)

المشتہر
مرزا غلام احمد از قادیان ۲۹ر دسمبر ۱۹۰۰ء "

یہودی مشن

رسالہ کذبات مرزا کا جواب

بسلسلہ گذشتہ
(ماسٹر محمد علی صاحب اظہر قادیان)

آپ نے جھوٹ نمبر ۷ میں لکھا ہے - کہ "وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے - کہ آسمان سے آواز آئیگی - کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی - اب سوچو - کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے - جو ایسی کتاب میں ہے - جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے" شہادت القرآن ص۴۱ - اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث بخاری شریف میں نہیں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی کتاب ازالہ اوہام ص۲۱۱ میں تحریر فرمایا ہے "اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لئے ایک لازم غیر منفک ہوتا - اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا - تو دو بزرگ شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسمٰعیل صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنے صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے۔ لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچکر آگے رکھدیا۔ اور حصر کے طور پر دعویٰ کرکے بتلادیا۔ کہ فلاں فلاں امر کا اس وقت ظہور ہوگا۔ لیکن امام محمد مہدی کا نام تک بھی نہیں لیا۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے صحیح اور کامل تحقیقات کی رُو سے ان حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا۔ جو مسیح کے آنے کے ساتھ مہدی کا آنا لازم غیر منفک ٹھہرا رہے ہیں ؛

لیکن اس میں بھی شک نہیں۔ کہ یہ حدیث کتب حدیث میں موجود ہے۔ اس لئے احوال الآخرۃ میں اس حدیث کو لیا گیا ہے پس اگر بجائے (حاشیہ ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ مصر وحجج الکرامہ صفحہ ۴۶۶ و مستدرک حاکم" بخاری کا نام لکھا گیا تو اس سے صرف اس قدر مفہوم ہوتا ہے۔ کہ جلدی جلدی لکھے جانے کی وجہ سے صحیح حوالہ ذہن میں نہیں آسکا لیکن اس کا نام جھوٹ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ حدیث کتب حدیث میں موجود ہے۔ اور مشہور حدیث ہے۔ اور منتظرین امام مہدی اس حدیث کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے حجج الکرامہ اور احوال الآخرۃ کا حوالہ دیا ہے۔ پس یہ بھی آپ کی بدظنی اور کوتاہ فہمی پر دال ہے کہ آپ اس کا نام جھوٹ رکھتے ہیں ؛

جھوٹ ۱۷ میں حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۶ کا حوالہ دیکر لکھا ہے۔ کہ "حضرت مریم صدیقہ کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں" معلوم نہیں ایسی جھوٹ کی نجاست آپ کو کیوں لذیذ معلوم ہو رہی ہے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶ میں کوئی حاشیہ ہی نہیں ہے۔ اور نہ اس صفحہ میں حضرت مریم کا کسی رنگ میں بھی ذکر ہے ؛

جھوٹ نمبر ۱۹ میں لکھتے ہیں "سچا خدا وہی ہے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ دافع البلاء ۱۱۔ "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ "ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ اخبار بدر مارچ ۱۹۰۸ء" اس پر جناب نے اپنی منطق چھانٹی ہے کہ نبوت کا دعویٰ بالکل جھوٹا ہے۔ چنانچہ خود مرزا صاحب نے مدعی نبوت کے جھوٹ پر اپنے زمانۂ اسلام میں ہر تصدیق اس طرح لگادی تھی "میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے۔ کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی (تبلیغ رسالت حصہ دوم صفحہ ۲۱۲)

تو جھوٹ نمبر ۸ کے جواب میں اس کی تشریح کر دی گئی ہے۔ مگر یہاں بھی مزید توضیح کی جاتی ہے۔ واضح ہو۔ کہ جو تحریر آپ نے تبلیغ رسالت میں سے پیش کی ہے۔ وہ آپ کی پوری پوری جہالت کا ثبوت ہے۔ (اوّل) تو اس لئے کہ یہ تحریر دعویٰ مسیح موعود کے بعد کی ہے۔ جیسا کہ اس کے آخیر پر تاریخ ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء درج ہے۔ جبکہ ازالہ اوہام کے ہر دو حصے طبع ہو چکے تھے۔ اور اسی اشتہار میں اسکے درمیان بھی اور آخیر میں بھی ان دونو جلدوں کے متعلق اعلان ہے۔ اور آپ اس کو پہلے کی تحریر قرار دے رہے ہیں۔ (دوم) اس لئے کہ اس میں کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کے متعلق ذکر ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آپ کو کوئی دوسرا مدعی نبوت اور رسالت نہیں کہتے۔ جیسا کہ جھوٹ نمبر ۸ کے جواب میں ثابت کیا گیا ہے ؛

یہاں بھی آپ نے یہودیانہ تحریف کا نمونہ دکھایا ہے۔ اعتراض کرنے کی نیت سے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ میں سے ایک نامکمل فقرہ لکھدیا۔ مگر جس عبارت کے نتیجہ میں یہ فقرہ لکھا گیا تھا اسکی طرف سے پہلو تہی کی۔ دیکھئے صفحہ ۳۹۰ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے۔ کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رُو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے۔ کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں" اور اس فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہونے کی تشریح جھوٹ ۸ کے جواب میں کردی گئی ہے۔ اور احادیث میں بھی مسیح کی دو نو شانیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ یعنی وہ امتی بھی ہوگا۔ اور نبی بھی ہوگا۔ چنانچہ پہلے ایسی احادیث لکھی جاتی ہیں۔ جن سے ثابت ہے۔ کہ مسیح امتِ محمدیہ میں سے پیدا ہوگا ؛

---

(۱) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماما مھدیا وحکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ وتضع الحرب اوزارھا (مسند امام احمد حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱) اس حدیث میں امام مہدی کو ہی عیسیٰ ابن مریم فرمایا ہے۔ اور امام مہدی امتِ محمدیہ میں سے پیدا ہوگا۔ لہذا مسیح ابن مریم امتی ہوا (۲) ثم ینزل عیسی ابن مریم مصدقا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ملتہ اماما مھدیا وحکما عدلا فیقتل الدجال (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۴ صفحہ ۲۰۹۳) اس حدیث میں بھی عیسیٰ ابن مریم کو امام مہدی بتایا گیا ہے۔ اور قتل دجال بھی اس کے ہاتھوں بتایا گیا ہے (۳) والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم عیسی بن مریم حکما مقسطا واماما عدلا (احمد فی مسندہ و ترمذی و کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ صفحہ ۲۱۲۷) (۴) لا المھدی الا عیسی ابن مریم۔ عیسیٰ ابن مریم ہی مہدی ہوگا (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۶۷ صفحہ ۱۹۳۲ ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷) ان احادیث سے چونکہ مسیح و مہدی کا ایک ہونا ثابت ہے۔ لہذا مسیح امتِ محمدیہ سے پیدا ہوگا۔ اس لئے امتی ہوگا۔ مگر احادیث میں مسیح کو نبی اللہ بھی فرمایا گیا ہے (۱) ثم یھبط نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ.... فیرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ... ویحصر نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۶۶ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۲ صفحہ ۲۰۲۶) (باقی دارد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدی مشن

چند سوالات کے جوابات

(سلسلہ گذشتہ)

آپ کا حضرت مرزا صاحب کے ان الفاظ کو تحریر کرنا کہ آنحکم کے معاملہ کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے۔ جو ہمارے نبی کریم صلعم سے ظہور میں آئے۔ اور حدیبیہ کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۳) اس میں نہ معلوم کونسی اعتراض کی بات ہے۔ یہ واقع ہے۔ کہ عقل کے اندھے اور متعصب انسان محکمات اور بیّن نشانات کو نظر انداز کرتے ہوئے متشابہات پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں اب ذرا آپ غور فرمائیں۔ کہ کیا وہ شخص منصف کہلا سکتا ہے۔ جو آنحضرت صلعم کے ہزاروں معجزات اور نشانات کا ذکر نہیں کرتا۔ جو نہایت صفائی اور وضاحت کے ساتھ پورے ہوئے۔ اور ان نشانات کو جو ظاہری طور پر تو اس طرح دکھائی دیتے ہیں کہ وہ پورے نہیں ہوئے۔ حالانکہ باریک نظر سے دیکھا جائے۔ تو وہ حقیقت میں پورے ہو چکے ہوتے ہیں۔ جیسے حدیبیہ کا واقعہ ہے۔ بعینہٖ وہ لوگ جو حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کے متعلق یہ شور مچاتے رہتے ہیں۔ انہیں غور کرنا اور سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا آنحکم والی پیشگوئی غلط ہو سکتی ہے؟ جبکہ ہزاروں نشانات اور پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ اور ایک دنیا نے انہیں پورے ہوتے دیکھا۔ پس حقیقت یہی ہے۔ کہ دنیا آنحکم والے معاملہ کو سمجھنے میں غلطی پر ہے۔ بعینہٖ اس طرح جس طرح حدیبیہ والے معاملہ میں غلطی خوردہ ہے۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ وسلم پر کسی قسم کی بڑائی اور فضیلت کا اظہار نہیں جو آپ کے لئے سوہان روح ہو۔

---

(۶) پھر سیرۃ الابدال صفحہ ۱۹۳ کے ان الفاظ کو لکھکر کہ "ظاہر ہے۔ کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گذر گیا۔ اور دوسری فتح باقی رہی۔ کہ پہلے غلبہ سے اعظم اور اکبر سے اظہر ہے اور مقدر تھا۔ کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہے۔" یہ استنباط کرنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ وسلم کی ہتک کی ہے۔ آپ کی خطرناک دیدہ دلیری اور جسارت ہے۔ اور اس بات پر دال ہے۔ کہ محض آپ کو اعتراضات کرنے کا شوق ہے۔ نہ کہ تحقیق مدنظر ہے ورنہ کم از کم آپ کو اپنے گھر کا ہی کچھ حال معلوم ہوتا تمام مفسرین اور متقدمین یہ کہتے چلے آئے ہیں۔ کہ اسلام کا غلبہ اور اس کی اشاعت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگی۔ چنانچہ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کی آیت کے ماتحت تمام مفسرین یہی لکھتے آئے ہیں۔ کہ اسلام کا غلبہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا کیا بزرگان سلف نے اپنے آپ کو آنحضرت کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا ہے؟ جب نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر کس طرح۔ آپ حضرت مرزا صاحب پر یہ الزام اور بہتان تراشتے ہیں۔

اسی طرح آپ اور تمام دنیا اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ اسلام کو حضرت عمر کے زمانہ میں کیا روحانی اور دنیاوی لحاظ سے بمقابلہ آنحضرت صلعم کے زمانے اور حضرت ابوبکر صدیق کے زمانہ کے نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ کیا اس حقیقت سے کوئی انکار کر سکتا ہے۔ جب نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر کسی آپ جیسے صاحب کا یہ کہہ دینا کہ حضرت عمر آنحضرت سے افضل ہیں درست اور راستی پر نہیں ہو سکتا۔ اور ہرگز نہیں۔ تو حضرت مرزا صاحب پر یہ ناپاک افترا اور الزام لگانے سے کیا فائدہ!

---

(۷) پھر اربعین صفحہ ۱۲ ۲ء کی ایک عبارت نقل کی ہے۔ اور اپنے ادعاء باطل کا اثبات کرنا چاہا ہے جو یہ ہے۔ "لیکن پھر بھی دو نام دو نبیوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں۔ یعنی مہدی کا نام ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔ اور مسیح یعنی موید بروح القدس کا نام حضرت عیسےٰ سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے۔ اور نبیوں کی پیشگوئیوں میں یہ بھی تھا۔ کہ امام آخر الزمان میں یہ دونو صفتیں اکٹھی ہو جائیں گی۔"

جماعت احمدیہ کے نزدیک امام آخر الزمان مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام ہیں۔ باقی رہا آپ میں دونوں صفتوں کا جمع ہونا۔ تو یہ اس لئے کہ حضرت رسول مقبول کے آپ بروز اور ظل تھے۔ اس لئے آپ مہدی ہوئے اور چونکہ قتیل مسیح تھے۔ اس لئے مسیح یعنی موید بروح القدس ہوئے۔

اس میں حضرت رسول مقبول کی کونسی ہتک ہوگئی؟ کیا حضرت مرزا صاحب کے اس بات کے کہہ دینے سے کہ آپ موید بروح القدس بھی ہیں۔ علاوہ مہدی ہونیکے؟ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت رسول مقبول کی اس سے ارفع شان تھی۔ کہ وہ موید بروح القدس ہوتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح کے بارہ میں قرآن کریم فرماتا ہے۔ وایدناہ بروح القدس۔ لیکن رسول کریم کے بارے میں یہ نہیں فرمایا۔ ہاں آپ بھی موید تھے۔ مگر روح الامین سے اور روح الامین وہ ہے۔ جو روح القدس سے زیادہ شان رکھتا ہے۔ پس حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و عزت ہی قادیانیوں کو مجبور کرتی ہے۔ کہ وہ حیات مسیح کے عقیدہ کو ریزہ ریزہ کر کے حق کا بول بالا کریں۔ پس کون ہے۔ جو زندہ نبی کے سامنے ٹھیر سکے؟ اور آپ کا یہ کہنا۔ کہ مرزا صاحب نے اپنی فضیلت اور بڑائی کا اظہار یا دعویٰ کیا ہے۔ محض افترا اور بہتان ہے۔ اور ہر وہ شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت جتاتا ہے۔ وہ یقین جانئے ملعون ہے۔ اور وہ جو کسی پر یہ بہتان لگاتا ہے۔ کہ اس نے حضرت رسول مقبول کی فضیلت کا انکار اور اپنی بڑائی اور فضیلت کا مدعی ہے۔ وہ بھی ملعون ہے۔ اور ایسے شخص کے لئے مقام خوف ہے۔

(خاکسار شیخ مبارک احمد مولوی فاضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن

مباحثہ گنج

مسئلہ حیات و ممات مسیح ناصری

(از سعدی لاہور)

(گذشتہ سے پیوستہ)

۷۔ سب سے بڑھکر بڑی زبردست دلیل کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ اخبرنی جبرئیل ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومایۃ سنۃ (مستدرک حاکم) یعنی جبرئیل نے آنحضرت صلعم کو خبر دی۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام۔ ۱۲۰ سال زندہ رہے۔ حالانکہ واقعہ صلیب ۳۳ سال کی عمر کا ہے۔ پس آنحضرت صلعم کا بحکم خداوندی فرمانا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ سال تھی صاف اور صریح اس امر کی دلیل ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر بجسد عنصری نہیں گئے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو نہایت عزت و اکرام کی طبعی موت عنایت کی۔ اور یہ کہنا کہ یہ حدیث غلط ہے۔ نہ صرف آنحضرت صلعم کی ہی ہتک کرنا ہے۔ بلکہ ایک بدیہی سچائی کا بطلان کرنا ہے۔ اس حدیث کی صحت پر تمام کے تمام اکابر محدثین متفق ہیں۔ چنانچہ زاد المعاد میں امام ابن قیم رح نے ذکر کیا ہے۔ کہ یہ حدیث بالکل صحیح اور ہر اعتبار سے قابل یقین ہے۔ (دیکھو کمالین برحاشیہ جلالین) پھر یہ حدیث حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۸ پر بھی مذکور ہے۔ اور اس کے آگے لکھا ہے۔ کہ رجالہ ثقات ولھا طرق کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ اور یہ کئی طریقوں سے مروی ہے۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا لو کان عیسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی (شرح فقہ اکبر مصری صفحہ ۹۹) کہ اگر عیسیٰ زندہ ہوتے۔ تو ضرور میری پیروی کرتے۔ جس سے صاف طور پر ثابت ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

۸۔ بل رفعہ اللہ الیہ کے بعد عزیزاً حکیماً کے اسمار الٰہیہ کا لایا جانا بھی حضرت مسیح کے جسمانی رفع کا بزور رد کر رہا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں نے مسیح کو وہ رفع عطا کیا ہے۔ جو اکم عزیز (جس کا مصدر عزت اور خود مبالغہ کا صیغہ ہے) کے ماتحت ہے۔ یعنی عزت اور عزت بھی وہ جو حکمت کے ساتھ متصل ہے نہ صرف قدرت کیساتھ۔ یہی عزیز اور حکیم کے الفاظ خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کی نسبت بھی استعمال فرماتا ہے۔ آنحضرت صلعم کی ہجرت کے واقعہ کو بیان کر کے خدا تعالیٰ فرماتا ہے واللہ عزیز حکیم (توبہ ع) گویا آنحضرت صلعم کو بچانا خدا تعالیٰ کے عزیز اور حکیم ہونے کا ثبوت ہے۔ کس قدر ظلم ہے۔ کہ یہی لفظ آنحضرت صلعم کیلئے آئے۔ تو اس سے آپ لوگ زمین میں ہی رکھکر بچانا مراد لیں۔ کہ خدا نے دشمنوں سے بچاکر زمین میں ہی ان کو معزز و مکرم کیا۔ لیکن جب خدا حضرت عیسیٰ کی نسبت فرمائے۔ کہ میں نے اس کو اپنی طرف رفع کیا۔ اس لئے کہ میں عزیز حکیم ہوں۔ تو بجائے اس کے کہ یہ کہا جائے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے عزیز و حکیم صفت کے لازم حال فعل سے حضرت عیسیٰ کو صلیب سے بچاکر بموجب واٰوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین اسی زمین پر کسی محفوظ اور اونچے مقام پر پہنچا دیا۔ جہاں وہ عزت اور اکرام کی زندگی بسر کرنے کے بعد اپنی طبعی موت سے فوت ہو گئے۔ یہ کہا جاتا ہے۔ کہ خدا نے حضرت عیسےٰ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ پس بل رفعہ اللہ الیہ کے بعد عزیزاً حکیماً کے اسمار الٰہیہ بھی اس امر پر صریح دلالت کر رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا بجسد عنصری آسمان پر جانا بالکل باطل لغو عقیدہ ہے۔

اور یہ کہنا۔ کہ چونکہ رفعہ اللہ کی ضمیر "حضرت مسیح" کی طرف پھرتی ہے۔ اور حضرت مسیح روح مع الجسد عنصری سے مشخص ہے۔ اس لئے حضرت مسیح کا بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے۔ از سرتا پا غلط ہے۔ کیونکہ

(اوّل) کتب عربیت اور حکمت کے رو سے روح یا نفس اور جان وہ چیز ہے۔ جس کو لفظ انا (میں) انت (تو) ھو (وہ) کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان ضمیروں سے روح ہی مراد ہوتی ہے۔ اور یہی حال ناموں کا بھی ہے۔ اسی وجہ سے باوجودیکہ علم طبعی کے رو سے جس کے دلائل مشہودہ محسوسہ ہیں۔ جسم ہر آن بدلتا رہتا ہے۔ جو اس وقت ہے۔ وہ کچھ وقفہ کے بعد نہیں۔ لیکن یا ایں ہمہ نام نہیں بدلتا۔ اور جب جسم عنصری سے روح موت کے ساتھ جدا ہو جاتی ہے۔ تب بھی روح کے لئے وہی نام استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ موت کے بعد اس کا جسم خاکی نہیں۔ پس یہ خیال سرے سے ہی غلط ہے۔ کہ جب کسی کو مخاطب کیا جائے۔ اور کہا جائے۔ کہ یا زید تو اس کے ساتھ معیت جسم خاکی شرط ہوتی ہے۔ اور کچھ حصہ خطاب کا جسم عنصری کے ساتھ بھی متعلق ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ صحیح ہے۔ تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ اگر مثلاً زید کا ہاتھ کٹ جائے یا ٹانگ ٹوٹ جائے۔ یا وہ مر جائے۔ تو پھر اس لائق نہ رہے۔ کہ یا زید اس کو کہا جائے۔ کیونکہ ایک حصہ جسم کا بحالت ہاتھ کٹ جانے اور سارے کا سارا جسم بحالت مر جانے کے اس کے ساتھ نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بالبداہت باطل ہے۔

پس اس تمام تحقیق سے ظاہر و باہر ہے۔ کہ خطاب ہمیشہ روح کو ہی ہوتا ہے۔ اور وہی مرجع ضمائر حقیقتاً ہے۔ نہ جسم عنصری مکلف ہے۔ اور نہ ہی اس کو خطاب ہوتا ہے کیونکہ روح ہی مدرک کلیات و الجزئیات ہے۔ ہاں یہ سچ اور بالکل سچ ہے۔ کہ روح کا فاعل یا مفعول ہونا بواسطہ کسی مناسب حال خاص جسم کے ہوتا ہے۔ لیکن یہ قطع ضروری نہیں۔ کہ وہ خاص جسم جسد عنصری ہی ہو۔ بلکہ موقع اور محل کے مناسب حال روح کو اس کی پیدائش کے بعد جسم کی اقسام میں سے ایک خاص جسم ہمیشہ تک ملتا رہتا ہے۔ اور جسم خاکی اس خاص جسم کی ایک ادنیٰ نوع ہے۔ پس سارا جھگڑا تو صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس خاص جسم کی نوع کے تعین میں ہے۔ آیا حضرت عیسیٰ بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ یا کسی اور جسم کے ساتھ مطلق جسم میں قطعاً کوئی جھگڑا نہیں۔ پس جبکہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ جسم عنصری کا ہر حال میں "علم" کے ساتھ ہونا مستلزم نہیں۔ بلکہ بغیر اس کے بھی علم علم ہی ہوتا ہے کوئی فرق نہیں آتا۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بغیر جسد عنصری آسمان پر جانے سے (رفعہ اللہ) کی ضمیر ہ میں کوئی ذرہ بھر فرق آسکتا ہو۔ کوئی ہے۔ جو ہماری اس دلیل کو توڑ دے ؛

(دوسرے) قرآن شریف سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ خطاب صرف روح کو ہوتا ہے۔ گو بدن بھی اس میں بطور بدل الاشتمال کے مجازاً مراد ہو۔ تو یہ علیحدہ امر ہے۔ لیکن خطاب حقیقتاً روح کو ہی ہوتا ہے۔ نہ جسم مکلف ہے اور نہ اس کو خطاب ہوتا ہے۔ مثلاً فرعون کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الیوم ننجیک ببدنک۔ آج تیرا بدن اونچی جگہ پھینکا جائیگا۔ دیکھو یہاں لفظ تیرا جو مفعول بہ واقع ہوا ہے۔ صرف روح ہے۔ اس طرح جب مومن مرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو فرماتا ہے۔ فادخلی فی عبادی۔ میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ حالانکہ اس وقت وہ جسم عنصری کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اور ایسی کوئی مثال قرآن شریف میں نہیں آئی۔ کہ خطاب صرف بدن کو کیا ہو۔ بلکہ ہزارہا مثالیں قرآن شریف میں ایسی ہیں۔ کہ خطاب صرف روح بغیر جسد عنصری کو ہوا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ علم یا ضمائر کا مرجع حقیقتاً روح ہے۔ نہ کہ جسد عنصری۔ لہذا حضرت مسیح کا آسمان پر بجسد عنصری جانا (رفعہ اللہ کہ ضمیر ہ) سے قطعاً لازمی نہیں ٹھہر سکتا۔ وہو المراد ؛

---

(۳) احادیث نبویہ بھی صاف طور سے بیان کر رہی ہیں۔ کہ نام اور ضمائر کے لئے جسد عنصری کا ہونا لازمی امر نہیں۔ بلکہ بغیر بدن کے بھی روح کے لئے وہی نام، اور وہی ضمائر قائم اور دائم رہتے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلعم کا معراج کی رات میں آسمان پر نام بنام تمام فوت شدہ انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا صاف اور صریح اس امر کی دلیل ہے۔ کہ حقیقتاً روح ہی مرجع ضمائر اور علم کی ہوتی ہے۔ بدن سے اس کا کچھ تعلق یا واسطہ بھی نہیں۔ پس ثابت ہوا۔ کہ رفعہ اللہ کی ضمیر ہ، حضرت مسیح کی طرف پھرتی ہے۔ نہ کہ حضرت مسیح کے جسم عنصری کی طرف اور حضرت مسیح بغیر جسد کوئی اور نہیں ہو گئے۔ سوچو اور غور کرو ؛

۹۔ (الف) اور حضرت مسیح کا رفع الی اللہ ہونا تو خدا تعالیٰ کی کتاب پاک میں حضرت مسیح کے فوت ہو جانے کے بعد قرار دیا گیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ۔ اب یہاں پر تو خدا تعالیٰ صاف اور صریح الفاظ میں حضرت عیسیٰ کی وفات کے بعد ان کا رفع ہونا قرار دیتا ہے۔ اور آپ لوگ برخلاف نص قرآن رفع کو پیش از وفات قرار دے رہے ہیں۔ اگر کہو۔ کہ توفی کے معنی قبض روح کے نہیں۔ بلکہ قبض روح مع الجسم کے ہیں۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن شریف میں ۲۵ مرتبہ یہ لفظ آیا ہے۔ تمام جگہ قبض روح یعنی موت ہی مراد ہے اور جہاں قبض روح ناقص ہے۔ وہاں بھی قرینہ صارفہ لیل و نہار لاکر بتا دیا۔ کہ اصل معنی توفی کے قبض روح یعنی موت کے ہی ہیں۔ اور قریب آٹھ ہزار دفعہ کے یہ لفظ توفی نبی کریمؐ کی زبان مبارک سے عہد نبوۃ میں بولا گیا۔ جو تمام جگہ قبض روح ہی مراد ہے۔ قبض جسم کے لئے ایک جگہ بھی نہیں بولا گیا۔ نہ حقیقتاً نہ مجازاً۔ تمام کتب لغت۔ تمام شعراء بلغاء فصلاء عرب و عجم زمانہ جاہلیت و اسلام کے نزدیک جہاں توفی کا فاعل اللہ تعالیٰ اور مفعول ذی روح آیا ہے۔ تو کہیں بھی سوائے قبض روح کے نہیں آیا کسی نے بھی قبض جسم انسانی پر نہیں بولا۔ پس ایسی بیّن و صاف دلیل کے ہوتے ہوئے جس کی بنا استقراء و تواتر و وجدانات و مشاہدات و تجربات و دلائل اربعہ شرعیہ پر ہو۔ متوفیک و رافعک کے معنی قبض روح مع الجسم انسانی کرنا اور رفع الی اللہ ہونے میں حضرت مسیح کے جسم خاکی کو داخل کرنا اگر بدیہی بطلان اور صریح الحاد نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ اور یہ کہنا کہ چونکہ "و" ترتیب کے لئے نہیں آتی۔ بلکہ مطلق جمع کے لئے آتی ہے۔ اس لئے رافعک سے پہلے متوفیک کا ہونا لازم نہیں کرتا کہ حضرت مسیح کا رفع وفات کے بعد ہو۔ محض غلط اور بکلی باطل ہے۔ کیونکہ اوّل تو یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ واؤ ترتیب کے لئے نہیں آتی۔ بلکہ ہر حال میں بے ترتیبی پیدا کرنے کے لئے آتی ہے۔ دوسرے بڑے بڑے آئمہ نحو و محققین نے منکران واؤ ترتیب کے قول کو مردود اور باطل قرار دیا ہے۔ چنانچہ ہمع الہوامع جلد ثانی کے صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے۔ وقال قطرب والمرتجی وھشام وثعلب وابو عمرو الزاھد وابو جعفر الدینوری (ای الواو) للترتیب قالوا لان الترتیب فی اللفظ لیستدعی سببا والترتیب فی الوجود صالح لہ فوجب الحمل علیہ یعنی قطب وغیرہ محققین کے نزدیک "و" ترتیب کے لئے ہے۔ اور یہ اس لئے کہ ترتیب فی اللفظ کا تحقق کسی سبب کو چاہتا ہے۔ جس کے لئے ترتیب کا پایا جانا مناسب اور موزون ہے۔ پس اس صورت میں واؤ کا ترتیب پر حمل کرنا واجب اور ضروری ٹھہرا۔ ایسا ہی مغنی اللبیب جلد ثانی کے صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے۔ وقول البیرانی ان النحویین واللغویین اجمعوا علی انھا لا تفید الترتیب مردود بل قال بانا وتھا ایاہ قطرب والربعی والفراء وثعلب وابو عمرو الزاھد وھشام و الشافعی۔ یعنی بیرانی کا یہ قول کہ نحویوں اور لغویوں کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ "و" ترتیب کا فائدہ نہیں دیتی مردود ہے۔ بلکہ قطرب۔ فراء۔ شافعی وغیرہم نے کہا ہے۔ کہ "و" ترتیب کا فائدہ دیتی ہے۔ اس صورت میں اجماع کہاں رہا ؛

پس یہ بات ہی سرے سے غلط ہے۔ کہ واؤ ترتیب کا فائدہ نہیں دیتی۔ انسانی کلام میں واؤ ترتیب کا فائدہ دے یا نہ دے۔ لیکن خدائے علیم و حکیم کے کلام کا بلا ترتیب پایا جانا خلاف علم و حکمت ہے۔ کسی انسان کا کلام تو کسی نہ کسی نقص کا متحمل ہو سکتا ہے۔ اور ہوتا ہے۔ اور جس قدر اس میں ترتیب ہوگی۔ اسی قدر فصاحت ہوگی۔ اس لئے چونکہ یہ قرآن شریف کلام خداوندی ہے۔ اس میں ترتیب کا لحاظ ضرور رکھا گیا ہے۔ کیونکہ فصاحت بلاغت اس سے دو چند ہوتی ہے۔ جنہوں نے یہ بات نہیں سمجھی۔ ان کی غلطی ہے۔ خود رسول اللہ صلعم نے صفا و مروہ کے وقت ابدئ بما بدئ اللہ بہ یعنی ہم بھی اس سے سعی شروع کرتے ہیں جس کو خدا نے ابتداء میں ذکر فرمایا سمجھا دیا۔ کہ واؤ قرآن شریف میں ترتیب کے لئے بھی ہے۔ مطلق مشارکت یعنی جمع کے لئے نہیں۔ علاوہ ازیں جہاں ترتیب بدلنے سے زمین و آسمان کا فرق پڑ جائے۔ وہ ترتیب قطعاً بدلی ہی نہیں جا سکتی۔ مثلاً یہی آیت انی متوفیک و رافعک الی اگر اسی صورت میں ہے۔ تو اس کے معنی ہوں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ حضرت عیسیٰؑ کا رفع بعد از وفات ہوا ہے۔ یعنی رفع روحانی نہ کہ جسمانی۔ اگر ترتیب کو بدل دیا جائے۔ تو اس کے معنی ہونگے۔ کہ حضرت عیسیٰ کا رفع فوت ہونے سے پہلے ہوا ہے۔ گویا قرآنی ترتیب سے بالکل اس کا اُلٹ ہو جاتا ہے جو صریح الحاد ہے۔ پس جہاں نتائج میں زمین و آسمان کا فرق پڑتا ہو۔ اس کی ترتیب کو بدلنا پرلے درجہ کی دیدہ دلیری ہے۔ اور وہ ترتیب یقیناً اور قطعاً بدلی نہیں جا سکتی۔ جو زمانی یا مکانی ہو۔ اور علاوہ ازیں ترتیب تو تب بدلی جا سکتی ہے۔ جب کوئی سخت مجبوری اور غیر ممکن امر ہو۔ کہ اس کے بدلے بغیر گذارہ ہی نہ ہو سکتا ہو۔ لیکن یہاں کیا مجبوری ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہو سکتے۔ یا کیا فوت ہونے کے بعد رفع نہیں ہو سکتا۔ خدارا غور کرو۔ اور یہودیوں کی عادت سے بچو۔

۱۰۔ خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اپنی صادق اور مصدق شہادت موجود ہے۔ کہ وہ آسمان پر بجسد عنصری قطعاً نہیں گئے۔ بلکہ یہیں ہی زمین میں رہے۔ اور اپنی طبعی موت سے فوت ہو گئے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ حضرت مسیحؑ کی زبانی قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وکنت علیہم شہیداً مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم یعنی۔ اے خدا میں عیسائیوں کا نگران تھا۔ جب تک ان میں تھا۔ اور جب تو نے وفات دیدی۔ تو تو ہی ان کا نگران تھا۔ ان آیات سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ بجسد عنصری زندہ آسمان پر نہیں گئے۔ کیونکہ اس میں حضرت مسیحؑ اپنے صرف دو وقت بتلاتے ہیں۔ توفی کا وقت۔ توفی سے قبل۔ تیسرا کوئی وقت ذکر نہیں کرتے۔ اور توفی سے قبل کے وقت کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ میں نے یہ عرصہ اپنی قوم میں گذارا ہے۔ دمادمت فیہم۔ اور میرے اس دوام کمث کو صرف توفی نے توڑا ہے۔ پس اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو حضرت مسیح کو اُن کی قوم میں موجود مان لو۔ یا فوت شدہ قرار دو۔ کیونکہ اس جگہ حرف فا ہے۔ جو ترتیب مع التعقیب کے لئے آتا ہے۔ پس اگر حضرت مسیح زندہ ہیں۔ تو اپنی قوم میں موجود ہیں۔ نہ کہ آسمان پر۔ اور اگر قوم میں موجود نہیں۔ تو یقیناً آسمان پر بھی بجسد عنصری زندہ موجود نہیں۔ بلکہ فوت ہو گئے ہیں۔

کوئی ہے۔ جو خدا کی اس صریح اور ناقابل تردید کلام کی تردید کر سکے۔ اور حضرت مسیح کی خود اپنی دی ہوئی شہادت کو غلط ثابت کر سکے۔

قرآن شریف کی دوسری آیات جن سے حیات مسیح کی تردید اور وفات مسیح کی بزور تائید ہوتی ہے۔ تیس سے بھی زیادہ ہیں۔ جن سے صرف چند کا ذکر کیا جاتا ہے مثلاً آیت فیہا تحیون یعنی زمین پر ہی تم زندگی بسر کرو گے۔ اب دیکھو اگر کوئی آسمان پر جا کر بھی کچھ حصہ زندگی کا بسر کر سکتا ہے۔ تو اس سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اسی کی موید ہے۔ یہ دوسری آیت کہ ولکم فی الارض مستقر یعنی تمہارا قرارگاہ زمین ہی رہیگی۔ اور یہ آیت الم نجعل الارض کفاتاً احیاء و امواتاً بھی ہماری تائید صریح الفاظ میں کر رہی ہے۔ کہ آسمان پر بجسد عنصری زندگی بسر کرنا قرآن شریف کی صریح آیات کے مخالف ہے اب اس سے زیادہ خدا تعالیٰ کیا فرماتا۔ پھر ایک اور آیت حضرت مسیح کے بجسد عنصری آسمان پر نہ جانے اور نہ ہونے اور ان کے زمین پر ہی فوت ہو جانے پر دلالت کرتی ہے۔ یہ ہے کہ کانا یاکلان الطعام یعنی حضرت مسیح اور حضرت مریم جب زندہ تھے۔ تو روٹی کھایا کرتے تھے۔ اب ظاہر ہے۔ کہ اگر ترک طعام کی دو وجہیں ہوتیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا ذکر علیحدہ علیحدہ کر دیتا۔ کہ مریم تو بوجہ فوت ہو جانے کے طعام سے مجبور ہو گئی اور عیسیٰ کسی اور وجہ سے کھانا چھوڑ بیٹھا۔ بلکہ دونوں کو ایک ہی آیت میں شامل کرنا اتحاد امر واقعہ پر دلیل ہے تا معلوم ہو۔ کہ دونوں مر گئے۔ پھر ایک اور آیت جو حضرت مسیح کے زندہ بجسد عنصری آسمان پر جانے کا رد کر رہی ہے۔ اور آپ کی موت پر دلالت کرتی ہے واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا۔ یعنی خدا نے مجھے حکم دے رکھا ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں۔ نماز پڑھتا رہوں۔ اور زکوٰۃ دیتا رہوں۔ اب بتلاؤ آسمان پر وہ نماز کس طرف منہ کر کے پڑھتے اور زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں۔ پھر ایک اور آیت ہے۔ جو بڑی صراحت سے حضرت عیسیٰ کی عدم زندگی اور موت پر دلالت کر رہی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اموات غیر احیاء۔ یعنی جس قدر باطل معبودوں کی لوگ زمانہ حال میں پرستش کر رہے ہیں۔ وہ سب مر چکے ہیں۔ ان میں سے کوئی زندہ باقی نہیں۔ اب بتلاؤ۔ کہ اب بھی کچھ خوف خدا پیدا ہوا یا نہیں۔ اگر حضرت مسیح زندہ ہیں۔ تو بموجب اس آیت کے وہ معبود حقیقی بھی ہیں۔ اور اگر وہ معبود حقیقی نہیں۔ تو یقیناً مر گئے ہیں۔ زندہ نہیں۔ کیونکہ زندہ ہونا اس آیت شریفہ میں معبود حقیقی کا ایک ابتدائی نشان قرار دیا گیا ہے۔ پس اگر حضرت مسیح زندہ ہیں۔ تو عیسائی ان کو خدا ماننے میں سچے ہیں۔ اور اگر حضرت مسیح خدا نہیں اور عیسائی اپنے عقیدہ میں باطل پر ہیں۔ تو حضرت مسیح کا فوت ہو جانا اظہر من الشمس ہے۔ پھر جب کفار بدبخت نے آنحضرت صلعم سے یہ اقتراحی معجزہ مانگا۔ کہ ہم تب تجھے قبول کرینگے۔ کہ جب ہمارے دیکھتے دیکھتے تو آسمان پر چڑھ جائے۔ اور دیکھتے دیکھتے اُتر آوے۔ تو آپ کو حکم آیا۔ کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولا۔ یعنی ان کو کہدے۔ کہ میرا خدا اس بات سے پاک ہے۔ کہ اپنی سنت قدیمہ اور دائمی قانون کے برخلاف کوئی بات کرے۔ میں تو صرف رسول اور انسان ہوں۔ اور جس قدر رسول دنیا میں آئے ہیں۔ ان میں سے کسی کے ساتھ یہ عادت اللہ نہیں ہوئی۔ کہ اس کو بجسم عنصری آسمان پر لے گیا ہو۔ اور پھر آسمان سے اتارا ہو۔ پس یہ آیت اس بات پر قطعی اور یقینی دلالت کرتی ہے۔ کہ بجسد عنصری آسمان پر جانا اور واپس آنا رسولوں کے ساتھ سنت اللہ نہیں۔ اور اگر کسی کا بجسد عنصری آسمان پر چلا جانا ثابت ہو جاوے۔ تو یا تو وہ بشر رسول نہیں اور یا نعوذ باللہ یہ آیت ہی سرے سے غلط ہے۔ کیونکہ آنحضرت کو کافروں کے سوال صعود الی السماء کے مقابل یہ حکم ہوتا ہے۔ کہ ان کو کہدو۔ کہ بشر رسول کے بجسد عنصری آسمان پر جانے میں بشریت مانع ہے۔ حالانکہ بقول ہمارے مخالفین کے وہ مانع نہیں۔ کیونکہ مسیح کو بجسد عنصری آسمان پر جانے میں اس کی بشریت مانع نہ ہوئی۔ کیا مسیح بشر رسول نہ تھے۔ کیا مسیح کی بشریت آنحضرت صلعم کے مرتبہ بشریت سے افضل تھی۔ کہ مسیح تو بشر ہو کر بجسد عنصری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آسمان پر چڑھ گیا۔ لیکن آنحضرت صلعم نہ چڑھ سکے۔ کیا هل کُنتُ اِلّا بشرٌ رسولاً ہر ایک بشر رسول کے لئے قاعدہ نہیں۔ یا یہ صرف آنحضرت صلعم کے لئے مخصوص تھا سوچو اور غور کرو ؛

اور پھر ان سب کے بعد وہ عظیم الشان آیت ہے۔ جس پر تمام صحابہ کا اجماع ہوا۔ اور سب نے مان لیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بجسد عنصری زندہ نہیں۔ بلکہ فوت ہو چکے ہیں۔ اور وہ آیت یہ ہے۔ ما محمدٌ الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم۔ اس جگہ خلت کے معنی خدا تعالےٰ نے آپ فرما دیئے۔ کہ موت یا قتل۔ پھر اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے محل استدلال میں جمیع انبیائے گزشتہ کی موت پر اس آیت کو پیش کر کے اور صحابہ نے ترک مقابلہ اور تسلیم کا طریق اختیار کر کے ثابت کر دیا۔ کہ یہ آیت موت مسیح اور تمام گزشتہ انبیاء علیہم السلام پر قطعی دلیل ہے ؛

پس اس سے زیادہ ترک انصاف کیا ہوگا۔ کہ حضرت مسیح کے زندہ بجسم عنصری آسمان پر نہ جانے اور نہ جا سکنے بلکہ فوت ہو جانے اور فوت ہو چکنے کے بارے میں قرآن شریف بلند آواز سے فرما رہا ہے۔ کوئی نہیں سنتا۔ احادیث نبویہ بھی گواہی دے رہی ہیں۔ کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اجماع صحابہ شہادت ادا کر رہا ہے۔ کسی کے کان کھڑے نہیں ہوتے علم لغت عرب و دواوین عرب کے محاورات تبلا رہے ہیں۔ کسی کو ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ اب بتلاؤ اس قدر شہادات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجسد عنصری آسمان پر نہ جانے بلکہ اپنی طبعی موت سے مرنے میں کسر کیا رہ گئی یہ تمام شہادتیں بھی اگر اُن کے آسمان پر نہ جانے اور ان کے مرنے کو ثابت نہیں کرتیں۔ تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ کوئی نبی بھی فوت نہیں ہوا۔ سب بجسم عنصری آسمان پر جا بیٹھے ہیں کیونکہ اس قدر شہادتیں کسی اور نبی کی موت پر ہمارے پاس موجود نہیں۔ اگر ہیں تو پیش کرو۔ ورنہ اس لغو اور مشرکانہ عقیدہ سے باز آؤ۔ تردید دلیل اوّل ختم ہوئی۔

عیسائی مشن

حکیم ناصر الدین صاحب بنگلوری سے دو دو باتیں

(از مفتی محمد منظور صادق قادیان)

"میرا رسالہ مسیح ناصری کی موت از روئے انجیل" عیسائیوں کے لئے سخت پریشانی کا موجب ہو رہا ہے یہ ایسا قلعہ شکن توپ کا گولہ ثابت ہوا ہے۔ کہ اس کے شائع ہوتے ہی عیسائیوں کے پیر اکھڑ گئے ہیں۔ اکثر تو حیات مسیح کے قائل ہی نہیں رہے۔ اور بہتوں کے چہروں پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں۔ کہ حیات مسیح کس طرح ثابت کی جائے۔ کبھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ کتاب جواب دینے کے قابل ہی نہیں۔ کبھی کسی جانبدار مسلمان کو کھڑا کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی کوئی عیسائی بھی نہایت شکستہ دلی کے ساتھ کچھ لکھ دیتا ہے۔ کہ جس کے لفظ لفظ سے بدحواسی ٹپکتی ہے ؛

کوئی حکیم ناصر الدین صاحب بنگلوری ہیں۔ انہوں نے بھی ایک عجیب رنگ میں کچھ لکھا ہے۔ میں نے جو اپنی کتاب میں لکھا تھا۔ کہ "مجھے روح القدس سے تحریک ہوئی۔ کہ وفات مسیح از روئے انجیل لکھوں" اس پر آپ لکھتے ہیں "جب آپ وفات مسیح از روئے انجیل ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ کو روح القدس کی کیا ضرورت ہے۔ روح القدس نے تو ایک دفعہ لکھوا دیا۔ کہ مسیح صلیب پر مرا۔ تین دن کے بعد زندہ ہوا۔ اور مناسب وقت پر آسمان پر سرفراز ہوا۔ اور نیز روح القدس نے یہ بھی لکھوا دیا۔ کہ اس انجیل کے سوائے اگر کوئی شخص کوئی اور انجیل سناوے۔ تو وہ ملعون ہے۔ کیا مفتی صاحب کو یاد نہیں رہا۔ کہ روح القدس جھوٹ نہیں بولتا۔ کیونکہ وہ مقدس ہے۔ اور جھوٹ ناپاکی ہے۔ لہذا ایسی ضد کو آپ کس طرح جمع کرینگے اس مشکل کا حل یوں ہو سکتا ہے۔ کہ بالفعل آپ القدس کو رہنے دیں۔ صرف روح کی فرمانبرداری میں لگے رہیں۔ وہی آپ کا محرک ہے" (نور افشاں ۶ر جنوری ۱۹۳۳ء صفحہ ۷ کالم ۱) ؛

جواب: جناب حکیم صاحب بے شک مسیح نے آپ کو روح القدس عطا کیا تھا۔ مگر آپ نے اسے ناراض کر دیا۔ وہ اب آپ کے پاس نہیں رہا۔ بلکہ اب وہ ہمارے پاس ہے۔ اس لئے کہ آپ اس کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور ہم اس کی باتیں قبول کرتے ہیں۔ روح القدس نے تو ایک دفعہ یہ کہہ دیا تھا۔ کہ جو کوئی ختنہ کرائے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ اور یسوع نے خود بھی ختنہ کرا دیا تھا۔ مگر آپ لوگ نہیں کراتے ؛

روح القدس نے تو ایک دفعہ یہ کہہ دیا تھا۔ کہ جو روزہ نہ رکھے گا۔ جو نماز نہ پڑھے گا۔ وہ میری جماعت سے نہیں۔ کیا آپ لوگ روزہ رکھتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ نہیں۔

روح القدس نے تو ایک دفعہ کہہ دیا تھا۔ کہ یوم السبت ہفتہ کا روز ہے۔ جو کوئی اس کو تبدیل کریگا وہ دجال ہے۔ اب بتایئے آپ کا کون سا محرک ہے جس نے بجائے ہفتہ کے اتوار کر دیا۔ یقیناً وہ روح القدس تو نہیں ہو سکتا۔ کوئی بد روح یا دجال ہی ہوگا۔ پھر آپ روح القدس کے کس طرح دعویدار ہو سکتے ہیں۔ کیا آپ کو یاد نہیں رہا۔ کہ روح القدس جھوٹ نہیں بولتا۔

نوٹ: یہاں پر یہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ مسلمان جمعہ کو یوم السبت کیوں مانتے ہیں۔ میں خدا کے فضل سے یہ اچھی طرح ثابت کر سکتا ہوں۔ کہ دراصل جمعہ ہی یوم السبت تھا۔ کسی نے غلطی سے ہفتہ بنایا۔ کسی نے اتوار یہ علیحدہ موضوع ہے۔ اس پر کسی وقت لکھوں گا۔ فی الحال آپ کے سامنے وہ بات پیش کر رہا ہوں جس کا آپ انکار نہ کر سکیں۔

اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں۔ جو روح القدس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے کہیں۔ مگر آپ لوگ نہیں مانتے"۔ بھلا آپ کا روح القدس کے ساتھ کیا تعلق۔ کوئی بدروح آپ کی محرک ہوگی۔ جو آپ سے روح القدس کے خلاف کام کروا رہی ہے ؛

سنئے حکیم صاحب! روح القدس نے جو ایک دفعہ لکھوایا ہے۔ وہ تو یہ ہے "اور جو انہیں فرمایا گیا تھا۔ وہ سب انہوں نے پطرس کے ساتھیوں کو مختصر طور پر سنا دیا۔ اور اس کے بعد خود یسوع نے بھی ان کی معرفت مشرق سے مغرب تک ہمیشہ کی پاک اور لازوال منادی پھیلائی" (انجیل مرقس باب ۱۶ حاشیہ)

کیا آپ کو یاد نہیں رہا۔ کہ روح القدس جھوٹ نہیں بولتا۔ کیونکہ وہ مقدس ہے۔ اور جھوٹ ناپاکی ہے۔ لہذا اس ضد کو آپ کس طرح جمع کریں گے۔ اس مشکل کا حل یوں ہو سکتا ہے۔ کہ جو کوئی اس کے خلاف یہ کہے۔ کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے۔ اسے مخالف مسیح اور ملعون سمجھیں اور اس کا کہا ہرگز نہ مانیں

آگے چل کر آپ فرماتے ہیں "آج تک مجھے یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ المسیح کی زندگی اور موت سے قادیانیوں کو کیا واسطہ ہے۔ اور اس تفتیش سے ان کی کیا غرض ہے۔ اگر مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے۔ تو قادیانیوں کو کیا نقصان ہوا۔ اور اگر وہ دنیا کی گردش کرتے ہوئے کشمیر میں جا کر مر گئے۔ تو مرزا اور مرزائیوں کو کیا فائدہ ہے۔ پھر اگر ان باتوں سے ان کا کوئی علاقہ اور واسطہ نہیں ہے۔ تو وہ کس لئے پر آئندہ بے قرار اور جھک جھک میں ناحق اپنے جی کو جلاتے اور اپنی جان کو دکھ دیتے ہیں" (نور افشاں ۶ جنوری ۱۹۳۲ء صفحہ ۷ ک ۳) ؛

جواب:۔ اے حضرت ہمیں حیات و وفات مسیح سے واسطہ کیوں نہیں۔ اگر آپ کی سمجھ میں اب تک نہیں آیا۔ تو میں اب سمجھائے دیتا ہوں۔ سنئے! انجیل میں روح القدس نے یہ بتایا۔ کہ مسیح صلیبی موت سے بچا لیا گیا۔ اور اپنی عمر طبعی سے فوت ہوا۔ قرآن کریم ہمیں کہتا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ آنحضرت رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ اب وہ مسیح نہیں آئے گا۔ بلکہ اس کا مثیل آئیگا۔ اور ان کے کہنے کے بموجب وہ مثیل مسیح آ بھی چکا۔ یہ کتنی بڑی کمبختی ہوگی۔ کہ ان سب کا انکار کرتے ہوئے ہم حیات مسیح مان کر اپنے لئے جہنم خرید لیں۔

پھر اس کے بعد آپ فرماتے ہیں "اس کے پڑھنے سے (مسیح ناصری کی موت از روئے انجیل) میرا شبہ یقین بنا جاتا ہے۔ کہ آپ ہمارے عیسائی بھائی ہیں۔ اگرچہ نکودیمس اور یوسف ارفیہ ہی کیوں نہ ہوں۔ وقت پر ضرور کام آئیں گے۔ آپ خود لکھ چکے ہیں۔ کہ خفیہ شاگرد قابل اعتبار ہوتے ہیں۔ پس مناسب یہی ہے۔ کہ ہم اپنے بھائی سے لایعنی باتوں میں نہ الجھتے پھریں۔ اب میں آپ کو یہ بھی بتا دیتا ہوں۔ کہ یہ شبہ مجھ کو کس طرح پیدا ہوا۔ آپ سرورق پر لکھتے ہیں "مسیح ناصری کی موت از روئے انجیل جدید تالیف"۔ یہ بڑے پیچیدار جملے ہیں۔ جو آپکی دانائی یا ہوشیاری اور آپ کے مافی الضمیر کو بڑی صفائی سے روشنی میں لے آتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ المسیح کوئی ایسا نبی یا رسول نہ تھا۔ کہ خدا کو ایک عدد بنایا اور چل دیا۔ اس کو تو موت سے دوچار ہونا تھا۔ اور اس پر کامل فتح پانا اس کی رسالت کی غرض تام تھی۔ یسعیاہ ۵۳ باب کو آپ قبول کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ ہم بھی مان لیتے ہیں۔ کہ یہ تمام پیشگوئی مسیح کے حق میں ہے۔ یعنی وہ مرد غمناک ہوگا۔ اور رنج کا آشنا۔ غموں اور گناہوں کا بوجھ اس پر لادا جائیگا۔ اور یہی ٹھیک معنے ہیں۔ مسیح ناصری کی موت از روئے انجیل کے۔ لہذا قادیانی دفتر میں یہ تالیف بالکل جدید ہے۔ اور دانائی اس میں یہ ہے۔ کہ قادیانی بھی راضی ہو گئے۔ اور اپنے ایمان کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا" (نور افشاں ۶ جنوری ۱۹۳۲ء صفحہ ۸ کالم ۱ و ۲)

جواب:۔ میرے دوست آپ کا یہ خیال وہم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ میں ہرگز عیسائی نہیں ہوں۔ بلکہ خدا کے فضل سے احمدی مسلمان ہوں۔ میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مسیح ایک نبی تھا۔ جو صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوا۔ اس میں کوئی خدائی صفت نہ تھی۔ یہودیوں نے اسے صلیب دینا چاہا۔ مگر خداوند تعالیٰ نے اسے صلیبی موت سے بچا لیا۔ اور پھر وہ اپنی عمر طبعی سے فوت ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے نبی ہو کر آئے۔ آپ پر قرآن مجید جیسی مکمل کتاب نازل ہوئی۔ جس کے ہوتے ہوئے پھر اور کسی کتاب کی ضرورت نہ رہی اور اس زمانے میں۔ حضرت مسیح موعود قادیان میں مبعوث ہوئے۔ آپ نے کسر صلیب و قتل خنزیر کا کام نہایت احسن طور پر سرانجام دیا۔ اور ان پر ایمان لانا بھی ایسا ہی فرض ہے۔ جیسا کہ اور تمام نبیوں پر۔ کیا جس شخص کے یہ اعتقاد ہوں۔ اس کو آپ عیسائی کہہ سکتے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

(مفتی محمد منظور صادق از قادیان)

---

[1] اس کے لئے دیکھئے میری کتاب تحفہ اکرم۔ چنانچہ ایک نسخہ میں نے آپ کی طرف بھیجا بھی ہے۔ کیا اس کے پڑھنے کے بعد بھی آپ کو یہ شبہ ہے۔ کہ میں در اصل خفیہ طور پر عیسائی ہوں۔ منہ ؛

تیسری اطلاع

فاروق کا نیا سال اس ماہ اپریل سے شروع ہوا ہے۔ پچھلا سال جلد ۱۷ کا ۲۸ مارچ کو ختم ہو چکا۔ جن خریداران سال رواں کا چندہ ارسال فرما دیا ہے۔ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ باقی خریداران جن کا سال ۲۸ مارچ کو ختم ہو چکا ہے۔ وہ اور جن کے ذمہ بقایا ہے اور بار بار وی پی واپس کرتے رہے ہیں۔ یہ سب احباب بذریعہ منی آرڈر چندہ بھیجدیں۔ ورنہ ۲۸ اپریل کا پرچہ سب کے نام وی پی جائیگا وصول فرمالیں۔ یہ تیسری بار اطلاع دیجاتی ہے۔ اور جو خریداری بند کرنا چاہیں۔ وہ ۲۸ اپریل سے قبل اطلاع کردیں (منیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

دیانند ویدوں کا دشمن اور عیسائیت کا پرچارک تھا

خاکسار کا ایک مضمون اخبار فاروق مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۳ء صـ۵ زیر عنوان دیانند کی تعلیم ویدوں کے خلاف ہے میں شائع ہوا تھا۔ اس پر مہاشہ پریمی ایڈیٹر آریہ گزٹ نے ایک نوٹ لکھا ہے۔ جس میں مہاشہ جی نے دیانندی تہذیب کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ آرین تہذیب کو نظر انداز کرتے ہوئے میں آریہ گزٹ کے نوٹ پر کچھ روشنی ڈالتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ مہاشہ جی اس سلسلہ کو جاری رکھیں گے۔

آریہ گزٹ :۔ "آتما۔ پرماتما۔ پدکرتی کی سیما کو اسلامی دماغ سمجھ ہی نہیں سکتا"۔

فاروق :۔ مہاشہ جی اگر آپ کی بات ہی درست اور صحیح ہے۔ تو آپ مسلمانوں کو دعوت وید کس لئے دیتے ہیں اس کا مفصل جواب عنایت فرماویں۔ مہاشہ جی اصل بات یہ ہے۔ کہ آپ اپنے سدھانتوں کو سچا ثابت کرنے سے قاصر ہیں۔ لو سنو! گواہ حاضر ہیں۔ ان پر خوب جرح کر لیں۔

"آریہ سماج کے وداؤں کے پاس اس قسم کا لٹریچر بالکل نہیں۔ جس سے وہ اپنے سدھانتوں کی پشٹی لوگوں کے دماغ پر کرا سکیں"۔ (اخبار آریہ وبر ۲۸ جون ۱۹۳۱ء صـ۵)

احمدیہ جماعت دیانندی سدھانتوں کو خوب جانتی ہے "جہاں احمدیوں نے آریہ سماج کے سدھانتوں پر زبردست نکتہ چینی کر کے جگہ جگہ پر آریہ سماج کے مخالف نکتہ چین پیدا کر دیئے ہیں۔ وہاں پر آریہ سماج نے اپنے سدھانتوں کی پشٹی اور مخالف سدھانتوں کی کمزوریوں سے بالکل بے پرواہ رہ کر اپنے گورو کو کم کر لیا ہے۔ یہاں تک کہ اور لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ آریہ سماج کے سدھانت کمزور ہیں"۔

(آریہ گزٹ ۴ اپریل ۱۹۳۱ء صـ۲)

احمدیہ جماعت نے آریوں کا منہ بند کر دیا ہے :۔

"مسلمانوں کے بے شمار فرقوں میں سے ایک فرقہ احمدیہ اور اس فرقہ کے بھی ایک حصے یعنی قادیانیوں کی طرف سے اس وقت ایک درجن کے قریب اخبار اور رسالے نکل رہے ہیں۔ جن میں آئے دن آریہ سماج ویدک دھرم بھگوان دیانند اور آریہ سبھیتا پر سخت سے سخت حملے کئے جاتے ہیں۔ . . . . آئے دن ویدک سدھانتوں کے خلاف کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ جن کی وہ اشاعت بھی خوب کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں کوئی جواب دینے والا نہیں"۔ (از مہاشہ چرنجی لال پریم۔ اخبار آریہ ویر لاہور ۴ اردسمبر ۱۹۳۰ء صـ۳)

آریہ گزٹ :۔ "اس نے بزعم خود وید آدی شاستروں کے حوالوں سے ثابت کیا ہے۔ کہ دیانند ویدک دھرمی نہ تھا۔ بلکہ ویدوں میں عیسائیت کی تعلیم بھر دینا چاہتا تھا یہ جو کچھ اس مرزائی نے لکھا ہے۔ اس کی کم علمی اور اور کج فہمی کی تصویر ہے"۔

فاروق :۔ مہاشہ جی اگر آپ کو علمیت سے رتی بھر بھی پیار ہوتا۔ تو آپ ہرگز ہرگز علمیت کی یوں مٹی پلید نہ کرتے۔ اگر آپ کے پلے کچھ تھا۔ تو آپ ان ویدوں شاستروں کے پرمانوں کی تردید کر کے دیانند کا ویدک دھرمی ہونا ثابت کرتے بے دلیل بات کو تحریر کرنا شرفاء کا کام نہیں ہے۔ میں آپ کو آریہ گزٹ سے ہی دکھاتا ہوں۔ کہ دیانند فی الحقیقت عیسائی تھا۔ ویدک دھرم کا دوست نما دشمن تھا۔ اور شنیہ سناتن دھرم کو مٹا کر عیسائیت کا دم بھرتا تھا۔ یہ کھلی ہوئی اور صاف بات ہے۔ کہ دیانند نے ویدک دھرم کی برائیوں کو ظاہر کر کے سناتن دھرم والوں کو تباہی کے گڑھے میں گرانے کی کوشش کی۔ ویدوں کے نام وام مارگ کو پھیلانا چاہا۔ اور بس ٭

دیانند عیسائیوں کا ایجنٹ تھا

"سوامی دیانند نے آریہ سماج کی بنیاد ڈالی۔ سوامی دیانند بڑے دور اندیش تھے۔ انہوں نے دیکھا۔ تعلیم یافتہ پارٹی جو عیسائیت پر لٹو ہو رہی ہے۔ ہندو سدھانتوں کی فلاسفی سننے کے لئے تیار نہیں۔ ان پر عیسائیت کا ایسا رنگ چڑھ گیا ہے۔ جسے اتارنے کے لئے ہندو اصولوں کا صابن کامیاب نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے وقت اور موقعہ کا خوب مطالعہ کیا۔ اور جن سدھانتوں کا عیسائی لوگ کھلے بندوں کھنڈن کرتے تھے۔ اور ہندو کلچر کو بنانے والے پرانوں کو گپیں کہہ کر ان پر مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ان کا اپنے منہ سے زبردست کھنڈن کرنے لگے"۔

(اخبار آریہ گزٹ لاہور ۵ ستمبر ۱۹۳۱ء صـ۶)

اس حوالہ کو پڑھکر ہر ایک عقلمند انسان یہ جان سکتا ہے کہ دیانند نے بجائے ہندو دھرم کو عیسائیت کے اعتراضات سے بچانے کے عیسائیوں کے اعتراضات کی صداقت کا اقرار کر لیا۔

میرے آریہ مترو۔ اور سناتن دھرمی بھائیو! میں نے اپنی محبت کا عملی ثبوت دے دیا ہے۔ دیانند تمتھا آریہ سماج کی اصلیت ظاہر کر دی۔ ایشور آپ کی سہائیتا کرے۔ آپ کی بدھی میں بل دے۔ تا آپ کھوٹے اور کھرے میں تمیز کر سکیں ٭

(خاکسار فتح محمد احمدی شرما از کراچی)

تین قسم کی حمائلیں

دفتر فاروق سے آپ کو تین قسم کی حمائلیں مترجم مل سکتی ہیں۔

اوّل۔ ترجمہ حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ۔ متن طغائی اعلیٰ جلد۔ ہدیہ تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

دوم :۔ ترجمہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب سلمہ اللہ۔ خوشخط مجلد کاغذ عمدہ ہدیہ ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک

سوم۔ جیبی تقطیع مترجم خوشخط معہ فہرست مضامین وغیرہ ہدیہ صرف ۸ عـ۔ علاوہ محصول ڈاک ٭

مینجر فاروق قادیان